Open Access
Received 16 Jan 2021 Accepted 28Jan 2021
ISSN E: 2790-7694, ISSN P: 2790-7686
http://www.al-asr.pk

سیرت الرسول کی روشنی میں تعلیمی نظام اور عصرِ حاضر میں استفادہ کی صورتیں

Education System in the Light of Seerah and Different Methods to Gain Benefits From it.

Syed Kazim Mahmood Kazmi
Lecturer, Minhaj University Lahore
syedkazimkazmi9@gmail.com

Muhammad Iqbal Chishti
Lecturer, Minhaj University Lahore
chishtiali777@gmail.com

ABSTRACT

It is a reality that education develops mentally, morally and physically. Education plays an important role in the development of society which can never be forgotten. In this world, there have been many teachers who have accomplished their task of educating and building up humanity. They taught in such a standardized way that it brought a revolutionary change in the minds and attitudes of learners. In this list, the Prophet of Islam has a prestigious and exceptional place who, in a short period of 23 years, brought a tremendous revolution through his mild words and polite behavior. Our beloved Prophet Muhammad is a great example who explained the values of knowledge as he clarified the value of knowledge by stating the priorities of acquiring knowledge. We find that his life (may Allah bless him and his family) is full of methods and teaching aids. This article explains how we can get benefits from the Seerah of the Holy Prophet to promote our educational system for our young generations and how we can get help in solving educational problems in the light of Holy Seerah-al-Rasool.

Keywords: Education, Seerah, Civilization, Moderation, Methods, System.

ابتدائیہ:

اسلام کی تعلیمات آفاقی ہیں جو قیامت تک انسانی زندگی کے ہر ہر گوشہ کو منور کرتی رہیں گی۔اسلام اس کتاب مقدس سے اکتسابِ نور لے رہا ہے جس کو اللہ رب العزت آسمانی ہدایت کا آخری سر چشمہ فرمایا اور اسے اپنے پیارے حبیب خاتم النبیین ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو قیامت تک کے لیے اسوہ اور حیاتِ زندگی بنادیا۔قرآن کریم میں ہے:

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) (1)

"تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ(ﷺ کی ذات) میں نہایت حسین نمونہ(حیات) موجود ہے۔"

رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی پڑھنے اور لکھنے سے متعلق تھی۔گویا اللہ کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کو جو ذمہ داری سونپی گئی تھی وہ عرب معاشرے کی تعلیم و اصلاح تھی۔بنیادی طور پر عرب معاشری ایک مشرک معاشرہ تھا جسے اپنے امّی ہونے پر ناز تھا۔جو اللہ تعالی کے دین کی سمجھ وفہم کو نظر انداز کر کے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو اپنا معبود بنا چکا تھا۔لیکن نبی اکرم ﷺ نے اپنے اخلاق اور اپنی تعلیمات سے اس معاشرے کی حالت یکسر بدل دی اور انہیں کائناتِ انسانی کا وہ عروج عطا فرمایا کہ دنیا قیامت تک اُن پر ناز کرے گی۔

خالقِ کائنات نے حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو اس قدر جامع اور ہمہ گیر بنایا کہ جب تک آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ نہ لیا جائے اور جب تک انہیں قیامت تک مینارۂ نور سمجھ کر اس کے پس منظر میں نہ دیکھا جائے تو اس وقت تک کسی ایک شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ ممکن نہیں اور نہ ہی اس سے رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

اس لیے ہم اپنے اس مقالہ میں حضور ﷺ کی ہمہ جہتی شخصیت کے پس منظر میں آپ ﷺ کی تعلیمی منہج پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ اس کی روشنی میں

ہم بحیثیت امت مسلمہ اپنی اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا ادراک کر کے ملک و ملت کے لیے کوءی خدمت سرانجام دے سکیں۔ سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ منہج کسے کہتے ہیں۔

منہج کالغوی مفہوم:

لغوی اعتبار سے نہج، منہج اور منہاج روشن، واضح راستے کو کہا جاتا ہے۔

نهج الطريق النهج، استنهج،راستہ واضح کرنا،نهج الطريق وأن نهج

راستہ کو واضح کرنا،نهجة،روش اختیار کرنا۔(2)

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی مفہوم کے طور پر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ منہج قواعد وضوابط کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جو علمی بحث کو مرتب ومنظم کرے۔ اسی لیے ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی کے نزدیک "منہج" کے تعریف یوں کی گئی ہیں۔

" ایسے قواعد کے مجموعے کا نام جس کے ذریعہ علوم کی تہہ تک رسائی کا راستہ اختیار کیا جاسکے اور معین نتیجے تک پہنچتے تک یہ قواعد عقلی کے ساتھ رہیں اور عقلی جولانیوں کی حدود متعین کریں"(۳)

منہج عربی زبان میں ایسے راستے کے لیے بولا جاتا ہے جس کے اندر تین خصوصیات پائی جاتی ہوں۔

وضاحت، ظہور، سیدھا راستہ اللہ رب العزت نے قرآن مبارکہ میں لفظ منہاج کو انہی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا(4)

"ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔"

منہج در اصل ایسے قواعد کو کہتے ہیں جو علمی مطالعہ کی کسی بھی محنت کو محکم کر دیتے ہیں گویا منہج سے مراد علم کی حفاظت کرنا، منہج کے ذریعے علم کا نظام درست ہونے کے

ساتھ ساتھ اس کا میدان بھی کشادہ ہو جاتا ہے۔ منہج انسانی فکر کو ایک محور پر مذکور کرتا ہے یوں انسانی فکر کسی بھی شے کو مکمل شرح و بسط، نئے تسلسل اور نمایاں اسلوب میں بیان کرنے کی پابند ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہمارا تعلق ایمان کا ہے۔ اس اعتبار سے لازم ہے کہ ہم ان کے ساتھ انتہائی محبت و عقیدت کے ساتھ اطاعت بھی کریں۔ سیرت طیبہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظائر کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے انسانی زندگی کلیتاً ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ ایک ایسا دور جس میں شعور، آگہی، تہذیب، کلچر اور اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ، قیام اور استحکام کے وہ نظائر ملتے ہیں جن کا نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل وجود نہ تھا بلکہ ان کا تصور بھی مفقود تھا۔ یہ سب وہ ازلی اور ابدی فیضان تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کے ذریعے عالم انسانیت میں جاری و ساری ہوا جو مناہج بطور امت ہمیں اپنانے چاہیے تھے وہ اپنائے نہ جا سکے لہذا سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر حق ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ نظام زندگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات کو ہر دور اور ہر زمانہ میں زندہ و تابندہ رکھیں۔ کیونکہ اسی میں ہماری بقا ہے اسی لیے مشہور مغربی مؤرخ پروفیسر ہٹی (Philip k Hitti) بیان کرتے ہیں۔

In the darkest hour of political Islam religious Islam has been able to achieve some of its most brilliant victories. (5)

"اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں بھی مذہبی اسلام نے کئی شاندار کامیابیاں حاصل کیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تشکیل جن بنیادوں پر فرمائی ان میں سے پہلا بنیادی ستون "علم" ہے۔ علم کے بغیر نہ امت کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی مہذب معاشرے کا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں علم کی اہمیت کو اجاگر فرمایا کیونکہ روشنی علم کی جمالیاتی تفسیر کا نام ہے۔ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گزار

گروہ میں بیٹھنے کی بجائے علم کا نور حاصل کرنے والوں اور علم کا نور بانٹنے والوں میں بیٹھنے کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم(٦)

"ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے ادنی پر ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے حصول علم کے لیے چین تک کے سفر کی ہدایت فرمائی ہے

اطلبوا العلم ولو بالصين(٧)

"علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔"

غزوہ بدر کے موقع پر ریاستِ مدینہ کو مالی استحکام درکار تھا۔ اس لیے جنگی قیدیوں سے بھاری زر فدیہ لے کر آزاد کیا جا سکتا تھا مگر حضور ﷺ نے فروغ علم کی تحریک کا آغاز کرتے ہوءے فرمایا کہ جو قیدی دس دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے اسے زر فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا جائے گا اس لیے مسجد نبوی ﷺ میں اصحاب صفہ کے چبوترے کی بنیاد رکھ کر پہلی درسگاہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اسی طرح اسلام نے جہاں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو فرائض کا درجہ دیا اس کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرنا بھی فرائض میں شامل کیا اور اس میں عورت یا مرد کی تخصیص نہ رکھی گءی۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم(8)

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

آپ ﷺ کی اس تحریک علم کی طرف متوجہ ہوءے اور تاریخ انسانیت میں علم و فن، فکر و فلسفہ، ساءنس و ٹیکنالوجی اور ثقافت کے لیے نءے اسالیب اور مناہج سامنے آئے۔ نزول قرآن سے متعلق پہلی وحی بھی تعلیم و تعلم، اس کے وساءل و ذرائع

کو اپنانے اور بحث و تحقیق کی افادیت اجاگر کرتے اور اہل ایمان کے لیے حصول علم کے وجوب کو ثابت کرتی ہے۔

(اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ) (9)

"(اے حبیب!) اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھئے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔"

اس وحی الٰہی کا آغاز جس لفظ اور کلمہ اقرا سے ہو رہا ہے۔ اس کا تعلق پڑھنے سے ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے اپنی ہدایت کا آغاز ہی تحصیل علم کے حکم سے کیا ہے لہذا حصول علم ہی وہ پہلا قدم ہے جہاں سے مرتبہ نبوت کا آغاز ہوتا ہے اسی طرح جب ہم پانچویں آیت کے آخری الفاظ (علم الانسان مالم یعلم) پر غور کرتے ہیں تو مرتبہ نبوت کی انتہاء بھی حصول علم پر ہی ہوتی نظر آتی ہے، گویا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ نبوت کا آغاز بھی علم ہے اور منتہا بھی علم ہی ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ علم کے ہی دامن میں ہے لہذا اس میں علم اور پڑھنے لکھنے کی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔

قرآن اور ذرائع علم

قرآن کریم دو قسم کے ذرائع علم کی طرف ہماری رہنمائی فرماتا ہے

علم قطعی علم ظنی

علم قطعی، علم الٰہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ وحی اس ذریعہ علم کا مصدر و مآخذ ہے۔ اس مصدر سے ضروری علم کا حصول فرض عین ہے۔ پہلی وحی جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی اس پر اللہ رب العزت نے درج ذیل علوم کی طرف متوجہ کیا۔

۱۔ الٰہیات و اخلاقیات

۲۔ حیاتیات و جینیات

۳۔ اسلامی عقیدہ و فلسفہ حیات

۴۔ فلسفہ علم و تعلیم اور ذرائع علم

۵۔ علم ومعرفت، فکر وفن اور فلسفہ وسائنس

وہ تمام بنیادی علوم جو انسانیت کی فلاح، کامیابی و کامرانی اور اخروی سعادت کے لیے ضروری ہیں۔ان کو بذریعہ وحی انسان کو عطا فرمادیے اور یہ وہ علوم قطعیہ ہیں کہ جن کو انسان اپنی عقل اور حواس کے ذریعے مشاہد حاصل نہ کرسکتا مثلا ایمان باللہ ،ایمان بالرسالت ،عبادات ،اخلاقیات ،موت اور بعد از موت کے احوال، حلال و حرام کے مسائل کا علم لہذا ان کے بارے میں اصولی ہدایات عطا فرمادیں جس سے ہمیں علم قطعی حاصل ہو رہاہے اگر ان کی بنیاد علم ظنی ہوتی تو شاید انسان ٹھوکریں ہی کھاتا رہتا۔اللہ کی منشاء ہی یہ تھی کہ انسان ان تمام امور میں پورے اطمینان اور سکون قلب کے ساتھ عمل پیرا ہو سکے۔

دوسرا ذریعہ علم اللہ تعالیٰ کے ہی عطا کردہ حواس ہیں۔ان سے بھی ہم علم حاصل کرتے ہیں۔ان کے ذرائع علم میں عقل، تجربہ،شعور ،حکمت ،معرفت ، ایقان اور وجدان شامل ہیں اور ان سے حاصل ہونے والے علم کو علم ظنی کہا جاتا ہے مگر اس سے مراد یہ نہیں کہ ان کو نہ استعمال میں لایا جاءے گا اور نہ ہی ان ذرائع سے حاصل ہونے والے علم پر عمل کیا جائے گا بلکہ صورتحال اس سے مختلف ہے۔ان ذرائع سے علم بھی حاصل کیا جائے گا اور اس لمحے تک اس پر عمل بھی ہوگا جب تک کہ وہ حاصل شدہ علم مکمل نہ ہو جائے۔اس کا فاءدہ یہ ہے کہ انسان کے لیے تحقیق و جستجو کے دروازے کھلے رہتے ہیں وہ جمود کا شکار نہیں ہوتا اور انسانی زندگی ارتقاء کا سفر جاری رکھتی ہے اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں فرمایا۔

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) (10)

”اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقینا انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھادیتے ہیں“

(أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ) (۱۱)

”کیاوہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔“

الغرض اللہ رب العزت نے انسان کو علم و فکر کے ذرائع (Sources of Knowledge) بھی عطا فرمائے ہیں۔انسان کو سوچنے اور سمجھنے کے لیے عقل و دماغ، دیکھنے اور تمیز کرنے کے لیے آنکھیں، سننے کے لیے کان، چکھنے کے لیے زبان،سونگھنے کے لیے ناک ،چھونے کے لیے ہاتھ اور احساس لمس کے لیے اعصاب عطا فرمائے ہیں۔ان ذرائع علم کو حواس کہا جاتا ہے اور یہ اللہ رب العزت کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ان ذراءع کو بالعموم ہر انسان کے لیے کھلا رکھا ہے۔ انہیں کسی رنگ و نسل، مذہب اور قوم تک محدود نہیں فرمایا۔

انسان اپنے حواس کے ذریعے جب اپنی بے بسی اور فکری کم مائیگی کا اعتراف کرتا ہے تو پھر بارگاہ الوہیت سے صدا آتی ہے کہ اے بندے ! تو اپنے حواس و عقل اور فہم و فراست ووجدان کی بے بسی کا نظارہ کر چکا ہے۔ان سے حاصل ہونے والا علم ظنی ہے ۔وہ تمہیں قطعیت عطا نہیں کر سکتا کیونکہ ان سے حاصل ہونے والا علم بہت محدود ہے۔ فرمان الٰہی ہے

(وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا)(۱۲)

" اور تمہیں بہت ہی تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔"

اب اپنے علم کے حصول کے لیے تجھے جس سر چشمہ علم کی ضرورت ہے وہ پیکر نبوت و رسالت ہے جس کی سیرت طیبہ کو ابدی اور کامل بنایا گیا ہے اور پیکر نبوت میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا علم، حسی و عقلی نہیں الہامی وربانی ہے۔ انسانی ذریعہ سے حاصل شدہ نہیں بلکہ وحی الٰہی سے جاری ہوا۔

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا منہج آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں بہت منظم اور مربوط رہا ہے۔اس کے مطالعہ سے آج ہم اپنے معاشرے کو انہیں بنیادوں پر تعمیر کر کے ریاست مدینہ کا فیض حاصل کر سکتے ہیں۔آپ ﷺ کے تعلیمی منہج کا پہلا اصول یہ تھا کہ جس چیز کی تعلیم دی جائے۔اس کی عظمت و اہمیت کو دل و دماغ میں اجاگر کیا جائے کیونکہ جس چیز کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے اس کے طلب کی خواہش بھی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ ہم پہلی وحی میں دیکھتے ہیں کہ

"اقراء کے لفظ سے علم و قلم اور تعلیم مالم یعلم کو وحی کا حصہ بنا کر اس کی اہمیت کا واضح کر دیا (۱۳)"

پھر کتاب و قلم کی قسم کھا کر اس کی عظمت کو آشکار کیا۔

(ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ) (۱۴)

''نون (حقیقی معنی اللہ اور رسولa ہی بہتر جانتے ہیں)، قلم کی قسم اور اُس (مضمون) کی قسم جو (فرشتے) لکھتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

(حم-وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ) (۱۵)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فوقیت عطا فرمائی اور مسجود ملائکہ بنایا تو وہ بھی علم کی بنیاد پر ثابت کیا اور خود براہ راست آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا۔

(وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ oقَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ)(١٦)

''فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات (ہر نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بے شک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے آدم! (اب تم) انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو، پس جب آدم (e) نے انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو (اللہ نے) فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں، اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہوo ''

اللہ رب العزت نے ایمان کی عظمت کو واضح کرنے کے لیے اپنی تمام تر اخروی نعمتوں کا حصول ایمان پر موقوف فرمایا کہ اہل ایمان ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور میری جنتوں میں رہیں گے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (۱۷)

"اور جو کوئی نیک اعمال کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت درآنحالیکہ وہ مومن ہے پس وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اوران کی تِل برابر (بھی) حق تلفی نہیں کی جائے گی۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

(إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) (۱۸)

"بے شک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لیے (وعدۂ) جنّت کے عوض خرید لیے ہیں، (اب) وہ اللہ کی راہ میں (اِنسانی حرمت کے تحفظ اور معاشرے میں قیامِ اَمن کے اعلیٰ تر مقاصد کے لیے) جنگ کرتے ہیں، سو وہ (دورانِ جنگ) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کیے جاتے ہیں۔ (اللہ نے) اپنے ذمۂ کرم پر پختہ وعدہ (لیا) ہے، تورات میں (بھی) انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی)، اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے، سو (ایمان والو!) تم اپنے سودے پر خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے (جان و مال کو) بیچا ہے، اور یہی تو زبردست کامیابی ہے"

ایک اور مقام پر فرمایا:

(أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا)(۱۹)

"اس دن اہلِ جنت کی قیام گاہ (بھی) بہتر ہوگی اور آرام گاہ بھی خوب تر (جہاں وہ حساب وکتاب کی دوپہر کے بعد جاکر قیلولہ کریں گے)۔"

اور خود تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی غزوہ خیبر کے موقع پر دوٹوک الفاظ میں اعلان فرمایا تھا۔

الا انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون(۲۰)

ترجمہ: یادرکھو! جنت میں صرف ایمان والے لوگ ہی جائیں گے۔

اخلاق کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اسے ایمان کا حصہ قرار دیا۔ حضرت قتادہ حضرت امام حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لا دين لمن لا أمانة له (۲۱)

"اس کا دین نہیں جو امانت دار نہیں۔"

حضرت جریج کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ وہ شخص تباہ ہوگیا جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ رہیں۔

ایک اور مقام پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لا ايمان لمن لا امانة له (۲۲)

الغرض سیرت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلا تعلیمی اصول یہ تھا کہ جس کے بارے میں تعلیم دی جاتی ہو، پہلے اس کی عظمت کو آشکار کیا جائے۔

مقاصد کا تعین

سیرت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تعلیمی و تربیتی منہج کا دوسرا اصول مقاصد کا تعین تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلے مقصد کا تعین فرمائے پھر اس کی طرف قدم اٹھاتے۔ اب علم کا مقصد تو یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات کی معرفت بھی حاصل ہو جائے اور اپنے مالک حقیقی سے شناسائی بھی نصیب ہو جائے۔ جب دونوں کی معرفت نصیب ہو گئی تو گویا انسان حقوق اللہ کو بھی جان گیا اور حقوق العباد کی معرفت کو بھی پاگیالہذا مقاصد کا تعین اور ان کا فہم اعمال واحکام کی تکمیل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔(۲۳)

تدریج

سیرت نبوی ﷺ کے تعلیمی منہج کا تیسرا اصول "تدریج" رہا ہے۔اسی تدریج کا اصول قرآن پاک کے نزول میں بھی نظر آتا ہے اور اس کے مقصد کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔

(وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا)(24)

”اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے فرمایا: تم اس ملک میں آباد ہو جاؤ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا (تو) ہم تم سب کو اکٹھا سمیٹ کر لے جائیں گے “

اسی لیے فرمایا

(لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا)(۲۵)

”تاکہ ہم اس سے آپ کے قلبِ (اطہر) کو قوت بخشیں اور (اسی وجہ سے) ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے (تاکہ آپ کو ہمارے پیغام کے ذریعے بار بار سکونِ قلب ملتا رہے)“

سیرت طیبہ ہماری رہنمائی فرماتی ہے کہ کس طرح تدریج کے اصول کو آپ ﷺ نے ہر معاملے میں مد نظر رکھا۔ جب دعوت دین کی بات آئی تو حضرت معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ "تم اہل کتاب کے پاس جاؤ جب ان سے ملو تو سب سے پہلے انہیں توحید کی دعوت دینا اور رسالت کی تبلیغ کرنا ۔جب وہ ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کو مان لیں تو پھر انہیں پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی تلقین کرنا۔ اس کو تسلیم اور فرض مان لینے کے بعد بتانا کہ اللہ نے تمہارے مال کی ایک مقررہ مقدار پر زکوۃ بھی فرض کی ہے جو امیروں سے وصول کر کے غرباء و مساکین میں تقسیم کی جائے گی۔(۲۶)

الغرض سیرت نبوی ﷺ تعلیمی و تربیتی منہج میں تدریج کو بہت اہمیت حاصل تھی۔

ترجیحات

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا منہج تعلیم و تربیت ہمہ جہتی ہوا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی مجالس علم نہایت جامع ہوا کرتی تھیں۔ ان مجالس علم سے تمام صحابہ کرامؓ یکساں مستفید ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی مجالس ذکر، تلاوت قرآن، تفسیر، حدیث، فکر آخرت فقہ، دعوت، تربیت اور استفتاء الغرض تمام موضوعات پر محیط اور جامع المقاصد ہوا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا منہج بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کے منہج تعلیم و تدریس میں ترجیحات کا تعین ہوا کرتا تھا۔

نبوی دور میں منہجِ تعلیم کے طُرق:

آپ کے منہج تعلیم میں ہمیں دو طرح کے مضامین ملتے ہیں۔

۱۔لازمی مضامین

۲۔حالات حاضرہ کے مضامین

لازمی نصاب کے طور پر حضور ﷺ کی مجالس علم میں ایمان باللہ ،ایمان بالرسالت اور ایمانیات کی دیگر مباحث ملتی ہیں کیونکہ جب تک ایمان دلوں میں راسخ نہیں ہو گا اس وقت تک دل گواہی دینے والا نہیں بنے گا۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و حقانیت ،رسول اعظم ﷺ کا مقام و مرتبہ اور اس کی نازل کردہ کتب کی تصدیق دل سے ہونے لگے۔زبان اللہ کی تسبیح و تہلیل سے تر ہونے لگے اور عملی زندگی سیرت طیبہ کے مطابق ڈھل جائے۔

حضور ﷺ کے منہج تعلیم و تربیت میں عالم انسانیت کو صرف عقیدہ توحید و رسالت کے فقط مذہبی و روحانی اور اعتقادی و اخلاقی پہلوؤں سے سنانا وآراستہ کرنا نہیں بلکہ انہیں علم ودانش اور حکمت و دانائی کی دولت سے نوازنا بھی تھا۔حضرت سیدنا علی مرتضیٰؓ نے جب تاجدار کائنات کی بارگاہ میں عرض کیا۔آقا آپ ﷺ کی سنت کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المعرفة رأس مالي، والعقل امل ديني والحب اساسي،الشوق مركي و ذكر الله انيسي،والثقة كنزي والحزن رفيقي، والعلم سلامي،والصبر رداءي،والرضا غتيمتي والفقر فخري، والزهد حرفتي،واليقين قوتي ،والصدق شفيقي والطاعة حسبي والجهاد خلقي،وقرة عيني في الصلوة(٢٧)

معرفت میرا راس المال (سرمایہ) ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے ،محبت میری بنیاد ہے ۔شوق میری سواری ہے۔ذکر الٰہی میرا انیس ہے ۔اتحاد میرا احزانہ ہے۔غم میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے۔صبر میرا لباس ہے۔رضا میرا مال غنیمت ہے، فقر میرا فخر ہے۔زہد میرا پیشہ ہے ۔یقین میری قوت (غذا) ہے،صدق میری سفارش ہے ۔طاعت میری کفایت کرنے والی ہے، جہاد میرا اخلاق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اس حدیث مبارک نے علم و آگہی کی اہمیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کو حضور ﷺ نے بیان فرما کر امت پر اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ آپ کے نزدیک صرف ایمانیات ہی مضامین نہیں بلکہ ہر دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمان کی روشنی میں ان مضامین کی تعلیم بھی سیرت نبوی ﷺ کا حصہ ہے۔

ایمانیات ،عبادات اور اخلاقیات کے مضامین ترجیحی بنیادوں پر پڑھائے جاتے تھے۔ان لازمی مضامین کے علاوہ دیگر مضامین کو طلباء کی صلاحیت ،رحجان اور دلچسپی کے مطابق پڑھایا جاتا تھا۔سیرت طیبہ کے مطالعہ سے بہت سے ایسے واقعات کا پتہ چلتا ہے جس میں خود حضور ﷺ نے مختلف صحابہ کرامؓ کی مختلف مضامین کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا مثلا بعض صحابہ کرامؓ کو آپ نے لینگویجز کی تعلیم کا حکم دیا۔جن میں سے حضرت زید بن ثابتؓ نے سریانی زبان حضور ﷺ کی ہدایت پر سیکھی تھی۔(٢٨)

اسی طرح بعض صحابہ کرامؓ کو حضور ﷺ نے علوم القرآن و التفسیر کی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا۔ جن میں عبداللہ بن عباسؓ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔(۲۹)

کسی کو علوم الحدیث، علم المیراث، ریاضیات، علم الانساب اور تاریخ کا علم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اسی طرح آپ ﷺ کا منہج تعلیم خواتین کے لیے بھی مردوں کے برابر تھا۔ خواتین کو بھی مختلف علم کی تعلیم دی گئی۔ جس طرح سیرت کی روایات سے ملتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ قانون، تاریخ، شعر، طب میں مہارت رکھتی تھیں۔(۳۰)

نتائج البحث:

حضور اکرم ﷺ کی شخصیت ،انسانی شخصیت کے تمام اوصاف و کمالات کی جامع ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کامل و اکمل نمونہ ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی سیرت کو ابدالآباد تک اسوہ وقدوہ بنایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ ﷺ کی شخصیت کی ایسی تصویر اجاگر ہوتی ہے کہ انسان کامل اور اسوہ حسنہ کا صحیح نقشہ ذہن پر رقم ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں مختلف مناہج کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ ہر ہر پہلو سے ہماری رہنمائی کرتی ہے لہذا ہمیں اپنی تعلیم مناہج کو حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے معاشرے میں دینی اور لادینی، مذہبی اور سیکولر تعلیم کی تقسیم کو ختم کر کے حضور ﷺ کے منہج کے مطابق دنوں کو ساتھ ساتھ رائج کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عصر حاضر میں فکری وذہنی بگاڑ، تنگ نظری، علمی و عملی جمود سے امت مسلمہ اور خصوصاپاکستانی قوم زوال کا شکار ہو رہی ہے۔ اس کے ازالے کا ممکنہ تدارک کیا جاسکے اور سیرت نبوی ﷺ کا متوازن اور جامع تصور تعلیم متعارف کرایا جاسکے۔ جو بیک وقت نظروں اور عقلوں کو بھی مطمئن کرے اور دلوں اور روحوں کی اجڑی بستی بھی سیراب کرے اور یہ سب سنت و اتباع رسول ﷺ کی طرف بلائے بغیر ناممکن ہے۔

References:

(1) Al-Ahdhab 33: 21

(2) Badvi, Dr, Abdul Rehman, Manahij al-bahth al-ilmi, Dar al-nahdah al-ilmiyyah, 1946.

(3) ibid

(4) Al-maidah 5: 48

(5) Philip k, Kitti, History of the Arabs, p475, London, 1951

(6) Timidhi, Abu Esi, Al-sunan, Bierut, Lebanon, 1998. 2: 93

(7)Ibn Abd al-barr, Jamaeybyan al-ilm, 1: 8

(8)Majay Al-msanid, 1: 33

(9)Al-alaq, 94: 1-6

(10)Al-ankabut 29: 3

(11) Al-nisa 4: 83

(12)Al-isra 18: 85

(13)Jassas, abubakr Ahmad b. Ali, Ahkam al-Quran, Dar al-kitab al-arabi, Beitut, 1403. 1: 31

(14)Al-qalam 68: 1-2

(15)Al-Zukhraf 43: 1-2

(16)Al-baqarah 2: 31-32

(17)Al-nisa 4: 124

(18)Al-taubah 9: 11

(19)Al-furqan 25: 24

(20)MaulanaBadrAlam, Tarjuman al-sunnah, 1: 504

(21)AbdulRazaq, al-musannaf, 11: 157, Hadith: 20192

(22)Ahmad b. Hanbal, Al-musnad, Al-maktab al-islami, Beirut, 1978. 3: 135

(23)Farooqi, Muhammad Yusuf, Maqasidnabuwwat, International Issue: 22. 2009. Kraracchi.

(24)Al-isra 18: 104

(25)Al-furqan 25: 32

(26)Al-mahd al-alamililfikr al-islami, USA, 1991. 2: 228-229

(27)Qazi Ayaz, Al-shifa, 1: 118

(28)Tirmidhi, Al-sunan, 5: 67, Hadith: 2715

(29)IbnKathir, Al-bidayahwa- al-nihayah, 5: 99

(30)Tabari, Abu ja'far Muhammad b. jarir, Tarikh al-umamwal-mulook, Dar al-kutob al-ilmiyyah, Beirut. 1408.